New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
وحشتِ آوارگی
از عینا بیگ
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وحشتِ آوارگی

ازعینا بیگ

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

"16" دسمبر "

"ماہ نور نے بچوں کا روم سیٹ کیا ہے مگر میں انہیں اپنے ساتھ سلاؤں گا اور انہیں پل بھر کے لئے بھی جدا نہیں کروں گا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم ایسا کیوں کر رہی ہو تو وہ مسکرائی اور کہا کہ وہ بچوں کا صرف روم بنا رہی ہے اور ڈیزائن کر رہی ہے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ ہم دونوں نے مل کر اپنے بچوں کا کمرہ سیٹ کیا" زمان کو بے اختیار منہاج پر پیار آیا۔ باپ کی جگہ کوئی شخص نہیں لے سکتا تھا حتی کہ ایک ماں بھی نہیں۔ ان کے آنے سے وہ اتنا خوش تھا کہ اپنے آپ کو بھول گیا تھا۔

"۱۸ دسمبر "

"میں سوچ رہا ہوں کمرے کا رنگ کونسا ہونا چاہئے؟ نیلا یا پنک؟ اگر وہ دونوں لڑکیاں ہوئیں تو پنک اچھا لگے گا اور اگر دونوں لڑکے ہوئے تو نیلا اچھا لگے گا۔ لیکن اگر ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی تو؟ میرا تو اب دماغ ہی کام نہیں کر رہا! کنفیوژن ہو رہی ہے مجھے! آج ہم نے بہت ساری شاپنگ کی کہ گاڑی میں جگہ کم پڑ گئی۔ میں اسے ہر دکان پر لے کر گیا اور تقریباً بچوں کے استعمال کی ہر چیز خریدی اور ماہ نور مجھے دیکھ کر صرف ہنستی رہی۔ بھلا بتاؤ ایک باپ اپنی خوشی اور کس طرح ظاہر کرے؟"

دونوں کے لئے باپ کے احساسات جان کر وہ بے اختیار مسکرایا۔

ا جنوری

"میں بے حد پریشان ہوں ڈیئر ڈائری۔ماہ نور بہت رو رہی ہے۔اسے اپنا گھر یاد آرہا ہے۔وہ اپنے مام ڈیڈ سے ملنا چاہتی ہے۔مجھے ایسے میں کیا کہنا چاہئے؟ کیا میں اسے اجازت دیدوں؟اس کی جو حالت ہے میں اسے دکھ اور تکلیف نہیں دینا چاہتا۔میں نے اس سے کہہ دیا ہے میں اسے کل ملوانے لے جاؤں گا مگر پریشانی یہ ہے کہ اس سب کے بعد وہ اس سے ملیں گے؟اسے گلے لگائیں گے؟؟؟نہیں مگر میں اسے منع کر کے تکلیف نہیں دینا چاہتا"

2"جنوری "

"انہوں نے اسے دھتکار دیا۔رشتے دھتکار ہی تو دیتے ہیں۔لگتا ہے دونوں کا ہی نصیب ایک جیسا ہے۔انہوں نے کہا کہ ماہ نور انہیں ایک دفع مار گئی تھی تو وہ مردوں کے پاس

کیا لینے آئی ہے اب؟ وہ روتی جا رہی ہے اور میرے پاس دینے کو دلاسہ تک نہیں۔ مجھے تکلیف ہو رہی ہے "

"۲۷ جنوری "

"اس کی اچانک طبیعت خراب ہو گئی تھی ڈیئر ڈائری۔ میں بہت ڈر گیا تھا۔ اب میں کوریڈور میں بیٹھا تمھارے صفحوں پر کانپتے ہاتھوں سے قلم پکڑے لکھ رہا ہوں۔ اللہ کرے سب خیریت اور عافیت سے ہو جائے۔ آمین۔۔۔ میں تم سے آج نہ بات کر پاؤں گا اور نہ وقت دے پاؤں گا۔۔۔ خدا حافظ۔۔"

"۱ فروری "

"انہیں اس دنیا آنکھ آج تیسرا دن ہے اور میری خوشی کا یہ عالم ہے کہ وہ ابھی بھی میری گود میں لیٹے ہیں اور میں تمھیں لکھ رہا ہوں۔ اللہ نے مجھے دو خوبصورت بیٹے دیئے ہیں۔ وہ دونوں خاموشی سے اپنی آنکھیں کھولے مجھے دیکھ رہے ہیں اور میں تمھیں سب بتانا چاہتا ہوں۔ بھلا تمھیں اپنی خوشی کا نہیں بتاؤں گا؟ تم وہ ہو جس نے مجھے سنبھالا۔ میں تنہا مر جاتا اگر تم میری داستانِ درد نہ سنتی۔ میرے آنسو اور خون کے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چھینٹے بھی تمھارے صفحوں پر محفوظ ہیں۔ یہ بچے مجھے دیکھ رہے ہیں اور میں مسکرا رہا ہوں۔ میں نے بہت سوچا اور اب فیصلہ کیا ہے کہ ایک کا نام "امان" رکھوں گا۔ میں اسی سے ملتا جلتا دوسرا نام بھی کل سوچ ہی رہا تھا کہ ماہ نور نے "زمان" نام کی تجویز دی۔ ہاں یہ دونوں نام بے حد خوبصورت ہیں۔ ان کے نین و نقش بھی بلکل مجھ پر ہیں۔ ہاں مگر آنکھیں اپنی ماں سے چرالی ہیں جو کہ بے حد خوبصورت ہیں۔ "

"۳ فروری "

"اللہ یہ دونوں ایک جیسے ہیں ڈیئر ڈائری۔ مانا کہ جڑواں ہیں مگر اتنے جڑواں؟؟؟ میں زمان کو پکارتے پکارتے امان کو اٹھالیتا ہوں تو کبھی امان کہتے کہتے زمان کو۔ اور پھر ماہ نور ہنستی رہتی ہے اور میں کنفیوز رہتا ہوں۔ آج میں نے دونوں کو اپنے سامنے لٹایا تا کہ ایسا کوئی فرق مل جائے کہ انہیں مخاطب کرنے میں پریشانی نہ ہو۔ مگر وہ دونوں ایک جیسے ہیں۔ میں اتنا خوش ہوں کہ پورا پورا دن انہیں پاس ہی رکھتا ہوں۔ ماہ نور کہتی ہے کہ مجھے اب دوبارہ سے آفس جانا چاہیئے۔ سوچ رہا ہوں کل سے چلا جاؤں۔ مگر سچ میں یہ دونوں مجھے بے حد عزیز ہیں."

"۲۴ فروری "

"میں نے ماہ نور پر ہاتھ نہیں اٹھاتا۔ کسی چیز سے وار کرتا ہوں تو آج بھی بیلٹ سے مارا۔ وہ چیختی رہ گئی اور میں مارتا رہا۔ اس وقت تک جب تک میرا غصہ نہیں اترا۔ اتنا مارا کہ نیل پڑ گئے اور کہیں کہیں سے خون رسنے لگا۔ تمھیں پتا ہے کیوں؟ وہ اپنے ماں باپ سے ملنے جانا چاہتی تھی انہیں منانے جانا چاہتی تھی جنہوں نے اسے دھتکار دیا مگر میں نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ میں نہیں چاہتا کہ وہ ایک بار پھر تمہیں بے عزت کریں۔ میری بات پر زور سے چیخی اور کہا کہ اگر میں نے اسے جانے نہیں دیا تو وہ مجھے چھوڑ کر خود چلے جائے گی۔ یہ کہہ کر وہ رونے لگی۔ اور پھر مجھے نہیں معلوم میں اسے کتنی دیر تک مارتا رہا۔ مجھے اپنی حرکت پر کوئی ملال نہیں۔ اپنے باپ کی زندگی سے میں نے یہی سبق سیکھا کہ اگر عورت جدائی کا نام لے تو کچھ ایسا کرو کہ آئندہ وہ بھول کر بھی "چھوڑ جانے" کا لفظ ادا نہ کرے۔۔۔ اور بس میں نے یہی کیا اور آئندہ بھی یہی کروں گا۔ میں اسے دیکھنے جا رہا ہوں۔ اس کے زخم صاف کرنے ہیں"۔

زمان نے لب بھینچے۔۔

کب اسے پتا نہ چلا کہ آنکھیں نم ہو گئیں۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس کے باپ نے اتنی لمبی زندگی گزار کیسے لی؟ سانس لینا دشوار ہورہا تھا تو وہ ڈائری اٹھا کر ٹیرس پر آگیا۔ وہ چوتھی منزل کے ٹیرس سے پورے شہر کو دیکھ سکتا تھا۔ آدھی سے زیادہ رات گزر چکی تھی۔ شہر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا، بس کچھ دور کچھ کچھ روشنیاں تھیں۔ تیز ہوا کا جھونکا آیا، اس نے اپنی آنکھیں دھیرے سے بند کیں اور ایک لمبی سانس ٹھنڈی فضا میں خارج کی۔ گویا وہ اپنے اندر مچلتا ہر اذیت ناک لمحہ باہر نکال رہا ہو۔ وہ دونوں ہاتھوں کی کہنیاں ٹیرس کی دیوار سے ٹکا کر پورے شہر پر نظر دوڑا رہا تھا۔

کیا یاد دلاؤں اب میں۔۔۔

کیا درد سناؤں اب میں؟

وہ وعدے جو بھول گئے۔۔۔

کبھی تم جو ملو گے۔۔۔

یاد پھر ہم بھی دلائیں گے۔

درد کس کو سنائیں گے؟

کبھی آؤ تو مل بیٹھیں گے۔

ایک داستانِ درد سنائیں گے۔

ایک سفر ہے نام زندگی۔

وہ ہم تم کو بتائیں گے۔

کس لمحے کس موڑ پر۔۔

ہم کیوں بکھرے ٹوٹ کر۔۔

یہ باتیں ہم بھی بتائیں گے۔

یہ داستان اب ہم سنائیں گے۔

کاش یہ زندگی گزارنا اتنا مشکل نہ ہوتا۔نہیں زندگی گزارنا مشکل نہیں ہوتا بلکہ کچھ لوگ آپ کی زندگی کو مشکل بنادیتے ہیں۔کسی نہ کسی کہانی میں کوئی کردار ایک ایسی غلطی کرتا ہے جس کی سزا دوسرے لوگوں کو بھی اپنی پڑتی ہے۔ایک کردار ان کی کہانی میں بھی تھا۔ایک عورت کی ایک غلطی کی سزا پوری نسل بھگت رہی تھی۔ایک عورت یا ایک مرد کی گئی غلطی نسلیں تباہ کرسکتی ہے،اس کے لئے سب کا اکٹھا ہونا ضروری نہیں۔

اس نے کہنیاں دیوار سے ہٹائی اور ڈائری کھول کر دیوار پر رکھی۔ٹھنڈی ہوا اس کے چہرے کو چھوتی ہوئی اسے سکون سے رہی تھی۔

"۱ اگست"

"وہ دونوں کرالنگ کرنے لگے ہیں اور شرارتیں اتنی کہ میں اور ماہ نور ان دونوں کے پیچھے ہی بھاگتے رہتے ہی۔ بس مجھے ڈر لگتا ہے کہیں یہ خود کو نقصان نہ پہنچائیں اس لئے اب دفتر سے جلدی آتا ہوں کہ ماہ نور کی مدد ہو جائے۔ دو منٹ ڈائری میں آتا ہوں

(آخری الفاظ جلدی جلدی میں لکھے گئے تھے جس کی وجہ سے ہینڈ رائٹنگ گندی ہو رہی تھی)

اللہ یہ زمان کا بچہ بہت شرارتیں کرتا ہے۔۔۔ ہاہاہا یہ میرا بچہ ہے۔۔۔ میں بچپن میں اس سے زیادہ شرارتیں کرتا تھا مگر پھر کسی نے بچپن میں بچپن والی زندگی تھمادی کہ ۱۰ سال کی عمر سے بوڑھے شوق پیدا ہوگئے۔ مجھے جاننا بھی اس لئے پڑا کیونکہ زمان کی الماری پر چڑھنے کی ناکام کوششیں۔ ایسے میں اسے دیکھنا پڑتا ہے کہ خود کو نقصان نہ پہنچالے۔ اس کے برعکس امان بہت پرسکون رہتا ہے اور ہنستا رہتا ہے۔ مجھے امان میں اپنا آپ دکھتا ہے۔۔۔ وہ سنجیدہ رہتا ہے۔ بہت کم روتا ہے۔ مگر میں نہیں چاہتا کہ میرے بچے مجھ جیسی زندگی گزاریں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ سب بچوں کی طرح یہ کہیں کہ وہ بھی اپنے باپ جیسا بننا چاہتے ہیں کیونکہ وہ کبھی بھی میرے بارے میں کچھ نہیں جان پائیں گے۔ یہ ڈائری ان سے بہت دور رہے گی۔ اتنی دور کہ بڑے ہو کر وہ تمھیں

تلاشنا چاہیں گے تو ان کے ہاتھ کیا اس جگہ تک سوچ بھی نہیں جائے گی جہاں میں تمھیں چھپا کر رکھا کروں گا. میں نہیں چاہتا وہ مجھے پڑھیں۔ کیا پتا وہ مجھے غلط سمجھیں؟ کیا پتا وہ یہ ڈائری میں لکھے الفاظ پڑھ کر وہ محسوس نہ کر پائیں جن سے میں در حقیقت گزرا ہوں؟؟ میں چاہتا ہوں وہ مجھے ایک مضبوط اور ایک اچھا باپ سمجھیں۔۔۔۔ نہ کہ میری ماضی کی گھتیاں سلجھائیں۔۔۔ یہ سفرِ زندگی میرے جیسے انسان کے لئے طویل ہے۔۔۔ مگر ان کے لئے نہیں ہوگا کیونکہ انشاءاللہ انہیں وہ سب برداشت نہیں کرنا پڑیگا جو میں نے کیا۔ میں چاہتا ہوں میرے ماضی میں الجھ کر اپنی جوانی نہ برباد کریں بلکہ زندگی کو مزے سے جئے۔ میں اپنے بچوں کے لئے بے انتہا فکر مند ہوں۔ باپ ہوں نا؟ جبھی!"

کاش وہ پل مجھے دو پل کے لئے لوٹا دیئے جائیں تو وہ اپنے باپ کے کس کے گلے لگنا چاہے گا۔۔۔

زمان نے سوچتے ہوئے اتنے صفحے پلٹے گویا منہاج کی زندگی کے پانچ چھ سال اور بیت گئے۔

"منع کیا تھا اسے مگر یہ میرا موبائل اسکول لے گیا۔ یااللہ میں زمان کا کیا کروں۔ ماہ نور نے کہا کہ وہ ڈانٹے گی اسے مگر میں نے سختی سے اسے منع کر دیا۔ وہ اسے ڈانٹے گی تو وہ روئے گا اور میں روتے نہیں دیکھ سکتا۔ یاخدایا میری ضروری کالز آنی تھیں۔ جب اس نے اپنی خواہش رکھی تو میں نے اسے سمجھایا کہ میری کالز آنے والی ہیں مگر وہ اب موبائل لے گیا حتیٰ کہ میں نے اسے منع کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میں آفس نہیں جا پایا۔ ڈیئر ڈائری زمان آدھ پون گھنٹے میں اسکول سے آئے گا اور جب میں اپنے فون کا پوچھوں گا تو کہے گا پاپا آپ نے ہی تو اجازت دی تھی۔ اب اس کو کون بتائے کہ اگر وہ ڈرامے بازیے تو منہاج اس کا باپ ہے۔ اسکی شرارتیں وہ نہیں سمجھے گا کیا؟ اور پھر جب میں کہوں گا کہ میں نے نہیں دی تھی اجازت تو رونا شروع کر دے گا یہ کہہ کر کہ آپ نے دی تھی آپ بھول گئے۔ یااللہ اب میرا ہی رونے کا جی چاہ رہا ہے ضروری میٹنگ تھی جو اس چھ سالہ بچے کی وجہ سے چھوٹ گئی"۔

زمان یہ پڑھ کر زور سے ہنسا۔

ہاں اسے یاد ہے۔۔۔

اسے یاد ہے کہ جب اس کے باپ نے اسے پیار سے سمجھایا تھا کہ زمان پاپا کی کچھ کالز آنے والی ہیں۔ میں آپ کو رات آفس آنے کے بعد دیدوں گا۔۔ ٹھیک؟؟ پہلے تو وہ

ناراضگی سے دیکھتا رہا پھر کچھ سوچ کر حامی بھر لی۔ منہاج حیران ضرور ہوا تھا کہ اس کی آنکھ سے ایک آنسو بھی نہ ٹپکا "مجھے کوئی پیار نہیں کرتا" والے تکیہ کلام کے ساتھ مگر پھر بوسہ دے کر اٹھ کھڑا ہوا اور موبائل سنگھار میز پر رکھ کر باہر چلا گیا۔ پھر یک دم نیچے کچن سے ماہ نور نے زمان کو آواز دی کہ نیچے آؤ اسکول بس آنے والی ہے تو وہ "آیا ماما۔۔۔" کہتا ہوا سنگھار سے موبائل دیکھنے لگا۔ اس نے موبائل کی اسکرین کھولی اور اسکی آواز بند کر کے بیگ میں رکھ دیا اور نیچے بھاگ گیا تھا۔ وہ وقت بھی کیا تھا جب وہ اپنے گھر کا چھوٹا چور ہوا کرتا تھا۔۔۔ اب بھی تھا مگر اس بار صرف بھائی کا۔۔۔ زمان ہنسنے لگا۔

زمان نے صفحے پلٹے۔

"امان بولتا کم ہے مگر ہنستا بہت ہے۔ اسکی آنکھیں سب کہتی ہیں۔ جوں ہی میں آفس سے آتا ہوں مجھے دیکھ کر حیرت و خوشی سے آنکھیں پھاڑتا ہے اور بھاگتے ہوئے میری گود میں چڑھ جاتا ہے۔ میں اسے پیار کرتا ہوں اور اگر اس وقت زمان دیکھ لے کہ میں امان کو گود میں اٹھا کر پیار کر رہا ہوں پھر اس کے دل پر گہری چوٹ پڑتی ہے اور وہ صدمہ میں چلے جاتا ہے اور کہتا ہے "مجھ سے تو کوئی پیار ہی نہیں کرتا؟"۔۔ اسے منانا

ناممکن ہو جاتا ہے پھر ہاتھ جوڑ کر ترلے کرنے پڑتے ہے کچھ سمجھانا پڑتا ہے پھر اپنے ننھے منھے آنسو جو اندر سے پانی کے چھینٹے چہرے پر مار کر آنسو کی صورت دیتا ہے دکھانے لگتا ہے۔ لیکن اس پر پیار ہی اتنا آتا ہے کہ اس کی یوں شرارتوں پر میں زور زور سے ہنسنے لگتا ہوں۔ میں ماہ نور سے کہا ہے کہ اس پر کبھی سختی مت کرنا کیونکہ شاید اس کے اندر احساس محرومی پیدا ہو گئی ہے کہ ہم اس سے پیار نہیں کرتے۔ وہ کہتی ہے کہ منہاج یہ صرف سب کو اپنی جانب متوجہ کرتا ہے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ اُفف میرے دونوں میرے بیٹے! دونوں محبت کے دائرے میں برابر کھڑے ہیں۔ جو صرف میرے ہیں ."

--------------------------------------------------*

"باہر کیسے نکلی گھر سے ؟ یہ قدم باہر کیوں۔۔۔" اس کا بے اختیار اس پر ہاتھ اٹھا تھا جو اس کے چہرے پر پڑنے سے پہلے ہی امان نے روک لیا تھا۔ امان نے لب بھینچے۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور ایک گہری سانس خارج کی۔

"باہر کیسے گئی؟؟" وہ دانت پیس کر لفظ ادا کر رہا تھا۔اس کے جبڑے کو مضبوطی سے پکڑ کر دیوار سے لگایا۔تکلیف سے شانزہ کی چیخیں نکل گئیں۔

"مجھے چھوڑ کر جاؤ گی؟" وہ اتنی زور سے چیخا کہ شانزہ کو لگا کہ اس کے کان سن ہو گئے ہیں۔وہی ایک خوف جوان کے گھر کے ہر مرد کو اپنے اپنے وقتوں پر رہا تھا۔۔۔

"قدم باہر کی جانب کیسے اٹھے؟؟؟؟" وہ پوری قوت سے چیخا۔شانزہ درد سے کراہی۔۔

"میں نے منع کیا تھا نا؟ایسے سمجھ نہیں آئے گی تمہیں۔۔۔ "

"نن۔نہیں مم۔میں۔۔اماں میں معافی چاہتی ہوں" وہ تکلیف سے چیخی۔وہ جھٹکے سے دور ہٹا۔اماں کو اپنا آپ بے قابو لگا۔وہ اسے مارنا نہیں چاہتا تھا۔وہ ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا مگر جو غصہ اس کے اندر ابل رہا تھا،اس حالت میں وہ خود کو قابو نہیں کر پا رہا تھا۔اس نے ہاتھوں کی انگلیاں اپنے بالوں میں پھنسائیں اور گہری سانسیں لینے لگا کہ شاید کہ ایسے وہ خود کو قابو کر لے۔کچھ لمحے گزرنے کے بعد اس نے ہاتھ نیچے کیئے اور ہاتھوں کی مٹھی بنا کر لب بھینچے اسے دیکھنے لگا۔شانزہ کا بدن خوف سے کانپنے لگا۔وہ کیا کرنے والا تھا؟وہ اذیت دینا چاہتا تھا۔وہ اسے عبرت دلانا چاہتا تھا تاکہ وہ یوں آئندہ نہ کرے۔مگر دل ساتھ نہیں دے رہا تھا۔وہ اپنا باپ نہیں بننا چاہتا تھا۔وہ اسے مارے گا

نہیں مگر اذیت ضرور دے گا اور اب وہ تہیہ کر چکا تھا۔ سانس خارج کرتا ہوا وہ اس کی جانب بڑھا اور اس کا بازو سختی سے پکڑا۔ خوف سے اس کی چیخ نکلی۔ لفظوں نے گویا ساتھ ہی چھوڑ دیا تھا۔

"یہیں کھڑی رہو گی اب تم ساری رات". وہ اسے کھینچتا ہوا کھڑکی کے سامنے لایا جو بند تھی اور اسے وہاں دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا۔

"جب تک میں سو کر نہیں اٹھوں گا صبح! تم یہیں کھڑی رہو گی! سمجھ آئی؟؟؟اور اگر میں نے تمھیں سوتے دیکھا تو پھر اچھا نہیں ہو گا۔اس کا جبڑا مضبوطی سے پکڑ اس نے بات ختم کی اور اسے جھٹکے سے چھوڑتا ہوا بیڈ تک آیا۔شانزہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔وہ بیڈ پر اوندھا اور تکیہ منہ پر رکھ کر لیٹ گیا۔رحم نہیں گنجائش کسی صورت نہیں تھی۔شانزہ اپنے آس پاس جگہ کو دیکھنے لگی۔کیا وہ یونہی ساری رات کھڑی رہے گی؟ یہ سوچ کر آنسو اس کے چہرے کو بگھو گئے۔۔بس سسکیاں تھیں جو اندھیرے کمرے میں گونج رہی تھیں۔

----------------------------------------------*

۲ جون

"آج ہم نے ہائڈ اینڈ سیک کھیلا۔۔۔ایک درد کا کھیل جس میں ماہ نور تڑپتی اور میرا دل بھی آنسو بہاتا۔ایک جان بھی چلی گئی۔۔۔میرے ڈرائیور کی۔۔۔ ماہ نور کو لگتا ہو گا کہ جب بھی میں اسے مار کر جاتا ہوں تو میرا دل ہلکا ہو جاتا ہے۔۔۔ نہیں ڈیئر ڈائری!!تم جانتی ہو نا غصہ کے بعد مجھے پچھتاوا جلد ہی آ لیتا ہے؟"

زمان کو یہ دن یاد تھا جب ماہ نور کو منہاج نے بے دردی سے مارا تھا۔ہر اذیت ناک لمحے گویا دماغ میں پیوست تھے.زمان نے بہت سے صفحے پلٹ دیئے۔

اس نے منہاج کے چار پانچ سال آگے کئے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"لگتا ہے جیسے کل کی ہی بات تھی جب امان اور زمان پیدا ہوئے تھے اور ایک ہفتے پہلے ماشاءاللہ گیارہ سال کے ہو گئے۔امان کی پرسنٹلی بہت پیاری ہے۔بردباری اور سنجیدگی گویا ٹپکتی ہے۔ہر کام میں مصلحت سے کام لیتا ہے۔۔۔کسی کی بات کو سنتا ہے تو گویا پہلے وقت اسے دیتا ہے اور اسے غور سے سنتا ہے پھر اپنی بات رکھتا ہے اور اگر وہ کہیں غلط بھی ہوتا ہے تو غلطی بھی مان لیتا ہے۔۔۔جبکہ زمان اگر غلط بھی ہو تو اس سے یہ بات منوانا مشکل نہیں ناممکن ہے کہ وہ غلط ہے۔۔میں دونوں کو خاموش کرانے کے لئے ان کی باتیں سنتا ہوں مگر اکثر زمان غلطی پر ہوتا ہے۔۔۔میں اسے سمجھاتا ہوں تو

اپنی غلطی ہی نہیں مانتا۔افف یہ لڑکا کل کو شادی کر کے بھول جائے گا کہ میں نے کب شادی کی۔۔میں اسے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ زمان مجھے تم سے محبت ہے۔۔۔۔ بلکل ایسے جیسے مجھے امان سے محبت ہے"

زمان کے آنسو ڈائری پر گر کر اس کے صفحوں پر جذب ہونے لگے۔اس نے دوسرے ہاتھ سے آنسو صاف کیئے۔۔۔۔اس نے صفحہ پلٹا۔

"زمان کی شادی میں اس سے کراؤں گا جو بلکل اس جیسی ہو گی۔۔۔شرارتی،شوخ و چنچل۔۔۔۔امان کی پرسنلٹی سب کو اس کی جانب متوجہ کرتی ہے۔۔۔۔اور زمان کسی بھی محفل میں بیٹھتا ہے تو اپنی باتوں سے محفل کو چار چاند لگا دیتا ہے"۔

زمان مسکرایا

۱ اگست

"ماہ نور کو مارا اور بچے ڈرے سہمے دیکھتے رہے۔۔۔وہ یہی سمجھتے ہونگے کہ ان کا باپ اس دنیا کا سب ذیادہ ظالم انسان ہے۔۔۔بس یہ کہ جو اپنی نفسیات نہیں بدل سکا اس سے عادت بدلنے کا کہنا ناممکن ہے۔۔میں اپنی عادت سے مجبور ہوں۔ "

اس نے ۲ سال آگے بڑھائے۔۔

"۲۵ مارچ"

"اور آج زندگی میں پہلی بار میں چاہتا ہوں کہ میرے دونوں بچے بڑے ہو کر میری ڈائری پڑھیں۔۔۔۔۔۔۔میں کیوں چاہوں کہ وہ اپنے باپ کو نفسیاتی مریض نہ سمجھیں؟؟؟؟نفسیاتی کو نفسیاتی نہیں سمجھیں گے کیا؟؟؟میں چاہتا ہوں کہ وہ میری داستان پڑھیں اور سمجھیں کہ ان کا باپ وحشی کیوں بنا؟پاگل کیوں ہوا؟حادثات ہر موڑ پر۔۔مگر کیوں؟وہ یہ بات جان سکیں کہ ان کے باپ کو دن ہو رات کمرے کی لائٹ بند کر کے موم بتی جلا کر تنہا بیٹھنے کا کیا شوق تھا؟کیوں ضرورت پیش آئی؟ایک دس سال کا بچہ کیوں وقت سے پہلے سمجھدار ہوا تھا؟کیوں بچپن میں پچپن والے شوق پیدا ہوئے؟ "

" ۱۵ اپریل "

"مجھے نہیں پتا میری ڈائری ابھی کون پڑھ رہا ہے۔۔۔کیا پتا زمان؟یا امان؟یا کوئی بھی نہیں؟شاید پھینک دی جائے میرے بعد میں؟مجھے نہیں پتا میں کب تک زندہ ہوں۔۔۔۔نوے فیصد چانسس ہیں کہ امان ہو گا کیونکہ زمان کو کتابوں سے کوئی

خاص دلچسپی نہیں۔۔۔(اور یہاں تنہا بیٹھا زمان کا دل چاہا کہ چیخ چیخ باپ کو بتائے کہ یہ ڈائری اسے بے حد پسند آچکی ہے)پھر بھی اگر زمان ہے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ تمھارا باپ تمھیں بہت چاہتا ہے۔۔۔اور اگر امان؟تو تم میرے لئے بہت انمول ہو۔۔۔میں نے محبت میں برابری کی ہے۔۔۔تم دونوں میرے جگر کے ٹکڑے ہو۔۔۔یہ ڈائری پڑھ کر میری زندگی سے کوئی سبق سیکھو نہ سیکھو بس اتنا سیکھ لینا کہ زندگی کا کوئی بھی موڑ ہو مگر عورت پر ہاتھ نہیں اٹھانا۔۔۔تمھیں عجیب لگ رہا ہو گا ڈیئر ڈائری؟اور شاید امان اور زمان کو بھی لگ رہا ہو گا۔۔۔ہاں مگر میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔۔۔ایک عورت پر کبھی ہاتھ مت اٹھانا۔۔۔وہ بہت مضبوط ہوتی ہے۔۔۔وہ اس مرد کے لئے اپنا گھر بھی چھوڑتی ہے جسے وہ گہرائی تک بھی نہیں جانتی۔۔۔اور جب آپ اس پر ہاتھ اٹھاتے ہیں تو بھی وہ مار سہتی ہے۔۔۔مزحمت بھی نہیں کر سکتی۔۔۔ اور مرد اسے مار کر غصے سے چلا جاتا ہے۔۔۔وہ پیچھے اپنا ہی بکھرے وجود کو سمیٹتی ہے۔۔۔وہ ہر بار ٹھہرتی ہے تو صرف آپ کے لئے۔۔۔کیونکہ وہ محبت کر بیٹھتی ہے اپنے مجازی خدا سے۔۔۔وہ اسے مارتا ہے تو بے موت مرتی ہے اور بس ایک اظہار پر پھر جی اٹھتی ہے۔۔۔۔

"محبت اظہار مانگتی ہے ڈیئر ڈائری "

اور میں اس سے یہ اظہار روز کرتا ہوں کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔

عورت اپنا آپ تم پر تمام کرتی ہے۔۔۔وہ تمھارے لئے خود کو تمھارے مطابق ڈھال لیتی ہے۔۔۔۔

وہ تمھارے شوق کو اپنا شوق بھی بنا لیتی ہے مگر کیا تم ایک اظہار نہیں کر سکتے؟

کبھی ایک عورت پر ہاتھ نہ اٹھانا کیونکہ اسے "نازک" کہتے ہیں مگر وہ اندر سے بہت مضبوط ہوتی ہے۔۔۔

مگر میں یہ عادت نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔جو شخص اپنے آپ کو بدل نہیں سکتا وہ اپنی بیوی کو مارنا بھی نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔میں نہیں بدل سکتا مگر چاہتا ہوں میرے بچے ایسے نہ ہوں۔۔ ماہ نور بہت مضبوط ہے کہ میری ہر مار کے بعد مجھ سے یوں مسکرا کر ملتی ہے گویا کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔۔ میری بیٹی ہوتی اور اگر میں اپنی بیٹی کا مستقبل دیکھ پاتا۔۔۔۔ اور یہ دیکھتا کہ اسے شوہر میرے جیسا ملے گا تو میں اس ڈر سے بیٹی ہی پیدا نہ کرتا کیونکہ میں اسے اذیت میں نہیں دیکھ سکتا۔۔۔۔عورت ایک تماشہ نہیں ہے مگر افسوس میں نہیں بدل سکتا۔کہنے اور عمل کرنے میں فرق ہوتا ہے۔۔۔مگر وہ بات ہی کیوں بولوں جو میں عمل ہی نہیں کر سکتا۔میری مثال ایک ایسے درخت کی ہے جو زمین میں بہت

www.neweramagazine.com

اندر تک اپنی جڑیں پھیلا چکا ہے۔میری زندگی تو برباد ہے۔۔۔میں نہ بدلنے والوں میں سے ہوں۔اس لئے کیونکہ میرے اندر موجود خوف کوئی ختم نہیں کر سکتا۔ یہ خوف وقت کے ساتھ بڑھتا جارہا ہے کہ ماہ نور بھی مجھے چھوڑ دے گی جس طرح میری ماں نے میرے باپ کو چھوڑا۔۔میں نہیں بدل سکتا مگر تم لوگوں کو اپنے جیسا بننے سے روک سکتا ہوں۔۔۔۔

مگر ایک بات ہے !تم دونوں کی ماں بہت مضبوط ہے۔۔۔مگر ہر عورت ایسے مضبوط نہیں۔۔۔وہ تمھاری سختیاں برداشت نہیں کر پائیں گی۔۔۔

اس سے اتنی محبت کرو کہ وہ جانے کا خیال ہی دماغ میں لائے۔۔۔میں نہیں چاہتا کہ تم لوگ میرے نقشِ قدم پر چل کر کسی کی بیٹی کی زندگی تباہ کرو"

مگر میں مجبور ہوں۔۔۔ "

----

*

وہ اوندھے منہ لیٹا سو نہیں رہا تھا۔۔امان کو خود یقین نہ آیا کہ اس نے خود پر قابو کیسے پالیا۔ سسکیاں اب بھی جاری تھیں اور اب بلند ہو رہی تھیں۔

"اب آواز نہ آئے تمھاری" وہ بلند آواز میں بولا۔شانزہ کی سانسیں اٹکیں۔

"سسکیوں کی آوازیں اب بھی آرہی ہیں "

"مم۔میں نہیں کک۔کرہی"وہ ہچکیوں کے درمیاں بولی۔

"ہاں میں لے رہاہوں سسکیاں"وہ طنزیہ بولا۔۔۔

شانزہ نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تاکہ آواز باہر نہ جائے۔

وہ پھر سے لیٹ گیا اور آنکھیں بند کرلیں۔وہ ویسی ہی کھڑی تھی جیسے وہ کھڑا کر گیا تھا۔ ٹانگیں دکھنے لگی تھیں مگر امان کا خوف اتنا کہ چاہ کر بھی اس نے اپنا قدم آگے نہ بڑھایا۔ اس طرح ہی کوئی ایک ڈھیر گھنٹہ گزر گیا۔۔۔اب واقعی اس سے برداشت نہیں ہورہا تھا۔دائیں پاؤں کا تلوا اس نے بائیں پاؤں پر رکھا تھا۔ماتھے پر تھکن لکیریں تھیں۔ تھوڑی اور دیر گزری کہ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔اس کے یوں اٹھنے پر شانزہ ڈر سی گئی۔ اب وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے سامنے دیکھ رہا تھا۔پھر ایک خواب۔۔۔پھر ایک اور رات برباد۔۔۔یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔اسے رات نیند ہی کب آیا کرتی تھی؟۔اور کبھی دو منٹ کے لئے لگ بھی جاتی تو تھوڑی دیر بعد ہی پھولی سانسوں کے ساتھ اٹھ جایا کرتا تھا۔اس کی سانسیں پھولنے لگیں۔شانزہ نے اسے ہڑبڑا کر اسے اٹھتے دیکھا تھا مگر اندھیرا ہونے کے باوجود اس کے تاثرات نہ جان پائی۔وہ اب انگلیاں بالوں میں پھنسائے آنکھیں پھاڑ ا اپنی ٹانگوں پر نظریں جمایا ہوا تھا۔اسے سانس لینے میں دشواری

ہو رہی تھی۔ وہ اٹھ کر کمرے کی لائٹ جلاتا سنگھار کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ دونوں ہاتھ میز پر رکھتا جھک کر آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھنے لگا۔ اس آئینہ میں دائیں طرف ڈری سہمی سی شانزہ بھی کھڑی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ ایک نظر اسے دیکھ کر پھر سے سامنے دیکھنے لگا اب یہ رات کب گزرے گی؟ گزر تو جائے گی مگر کب؟ ہر رات کی طرح یہ رات بھی بھاری۔۔۔

شانزہ دور کھڑی اس کی حالت سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جبکہ امان بس آئینہ کو گھور رہا تھا۔

"یہ آئینہ ہی سب کچھ ہے" دانت پیس کر کہا اور مکا آئینہ پر دے مارا۔ چھناکے کی آواز سے شیشہ ٹوٹ کر بکھر گیا۔ شانزہ کی خوف سے چیخ نکل گئی۔ امان کے ہاتھوں سے خون نکلنے لگا تھا۔ اس نے پلٹ کر شانزہ کو دیکھا۔ وہ سہمی سی آنکھیں پھاڑیں اسے دیکھ رہی تھی۔

"جاؤ بیڈ پر بیٹھ جاؤ" امان نے اسے ایک نظر دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ وہیں ساکت کھڑی رہی۔۔۔ امان نے آئبرو اچکائی۔

"کیا کہہ رہا ہوں میں؟ کانچ چبھ جائے گی شانزہ تمھیں! بیڈ پر بیٹھو" امان کے ہاتھوں پر کانچ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے گھسے ہوئے تھے اور خون اب ہاتھوں سے ہوتا ہوا

زمین پر ٹپک رہا تھا۔شانزہ اس کے ہاتھوں سے بہتے خون کو دیکھ رہی تھی۔یہ حرکت کوئی عام انسان نہیں کر سکتا تھا۔

"خ۔خون" وہ ہکلائی۔امان نے ہاتھوں کی جانب دیکھا جہاں تیزی سے خون بہہ رہا تھا۔

"تمھیں ڈر لگتا ہے خون سے ؟"اس نے بے وجہ پوچھا۔شانزہ اثبات میں سر ہلایا۔

"اب جاؤ بیڈ پر بیٹھو !"

"آپ نے شیشہ کیوں توڑا؟"وہ ڈرتے ڈرتے پوچھنے لگی۔

"جو زندگی حرام کریں انہیں توڑ دینا چاہیے"وہ فرسٹ ایڈ باکس کھولتا ہوا بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شانزہ اس کے جواب پر ڈر گئی۔

"ضروری نہیں وہ انسان ہی ہوں !کوئی چیز بھی ہو سکتی ہے۔۔۔"وہ اپنے ہی دھن میں بول رہا تھا یہ جانے بغیر کہ شانزہ کی رنگت فق ہو رہی تھی۔امان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم نہیں سمجھو گی"وہ کہتا اپنی ہتھیلیوں اور انگلیوں میں پھنسی کانچ کے ٹکڑوں کو نکالنے لگا۔

"مم۔میں نہیں جاؤں گی ! مم۔میں کہیں نہیں جاؤں گی مم۔مجھے سزا نہیں دے گا" وہ روتے ہوئے بولی۔۔

"بے وجہ سزا نہیں دیتا شانزہ امان۔۔۔تم کچھ نہیں کرو گی تو مجھے بھی کچھ کرنے کی نوبت پیش نہیں آئے گی" وہ سخت لہجے میں اسے بہت کچھ باور کرا گیا۔سائڈ ٹیبل پر اس نے فرسٹ ایڈ باکس رکھا اور پھر اسے دیکھا۔

"مجھے کمزور مت سمجھنا کبھی شانزہ۔۔۔میری مجبوری تھی جو میں نے تمھیں بیڈ پر بیٹھنے کی اجازت دیدی، ورنہ تم صبح تک یونہی کھڑی رہتی !" وہ کہہ کر پلٹا۔اب اس کا رخ باہر ٹیرس کی جانب تھا۔اس نے کمرے کی لائٹ بند کی اور اسے سونے کی تنبیہہ کرتا ہوا ٹیرس پر آگیا۔سگریٹ سلگا کر لائٹر جیب میں رکھا اور سانس خارج کرتا ہوا نڈھال سا سامنے دیکھنے لگا۔اب اسے یونہی ساری رات ٹیرس پر رہنا تھا۔خاموش ماحول بھی اسے سکوں نہیں دے پا رہا تھا۔ایک شخص تھا جس کی طلب اسے بے حد محسوس ہو رہی تھی۔اس نے جیب سے موبائل نکالا اور کال ملائی۔ تین سے چار بیل پر کال اٹھالی گئی تھی۔

"ہیلو ؟تم ٹھیک ہو ؟؟" امان کے کچھ کہنے سے پہلے ہی سامنے سے سوال آگیا تھا۔

"ہاں" اس نے مختصراً جواب دیا۔ کچھ لمحوں کی خاموشی چھاگئی۔

"ابھی تک جاگے ہوئے ہو؟ چار بجنے والے ہیں" زمان کچھ توقف سے بولا۔ امان نے تھوک نگلا۔

متھے درد کی لکیریں عیاں ہوئیں۔

"مجھے رات نیند آتی کب ہے زمان؟" امان نے نگاہ پھیری۔ زمان کا رنگ فق ہوا۔

"مجھ سے باتیں کرو پھر۔۔۔کوئی بات اگر نیند نہیں آتی تو۔۔۔مجھے بھی نہیں نیند آرہی دیکھو جبھی جاگا ہوا ہوں" وہ جانتا تھا امان کو کیسے قابو کرنا ہے۔۔۔وہ کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔اس حالت میں تو بلکل نہیں جبکہ وہ امان سے بہت دور تھا۔

"کیا تمہیں خواب تنگ کرتے ہیں؟ کیا تمہیں دن ڈھلتے ہی اپنا آپ بے قابو لگنے لگتا ہے یا تم وحشی بن جاتے ہو؟ کیا سورج غائب ہوتے ہی تمہیں اپنے وجود میں پاگل اور وحشیت اترتی دکھتی ہے؟ زمان بہت مشکل ہے میرا اتنے درد کے ساتھ زندگی گزارنا" قریب تھا کہ آنسو چھلک پڑتے مگر وہ بمشکل ضبط کر گیا۔

زمان نے لب بھینچے۔۔۔

"میں آرہا ہوں بہت جلد" زمان نے جوش سے کہا۔

"جلدی آجاؤ"

"تم فکر مت کرو "

"ٹھیک۔۔۔تم کیوں جاگ رہے تھے؟یا میں نے بیدار کر دیا؟ "

"نہیں میں کتاب پڑ رہا تھا "

"کیسی ہے؟ "

"مصنف نے اچھا لکھا ہے"

"موضوع؟ "

"پانچ منٹ بڑے بھائی کی شادی میں تاخیر نہیں کرنی چاہیۓ "

امان کا قہقہہ اس اندھیرے اور خاموش ماحول میں گونجا۔امان کے لئے وہ دنیا میں اکلوتا شخص تھا جو اسے روتے میں بھی ہنسا دیتا تھا۔

-*

وہ فجر کی نماز پڑھ کر جائے نماز پر ہی بیٹھی تھی۔دو تین دنوں سے دماغ ایک ہی جگہ اٹکا تھا۔اب تک تو وہ نکاح بھی ہو چکا ہوگا امان کے ساتھ اسکا۔۔۔بلکہ ہو سکتا ہے اسی دن ہو گیا ہو۔

امان کے ساتھ چلی گئی مگر کیوں؟

امان۔۔۔زمان کا بھائی....زمان؟وہ چونکی۔۔۔

"شانزہ خطرے میں ہے!وہ شخص اس کی تلاش میں ہے!"اسے زمان کی باتیں یاد آنے لگیں۔۔۔

اسے کچھ نہ آیا۔اسکی باتیں۔۔۔وہ اسے پہلے سے وارننگ دے رہا تھا اور وہ محض اس کی باتوں کو جھوٹ قرار دیتی رہی۔

اب اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔وہ ساری کڑیاں آپس میں ملانے لگی۔

یعنی وہ شخص امان ہی تھا جس کا زمان نے ذکر کیا تھا؟

"مجھے اتنا یقین ہے تم میری جانب لوٹو گی اور شاید تب دیر ہو جائے!پھر تم اس وقت کو کوسو گی کہ تم نے میری دس منٹ کی گفتگو نہیں سنی!بہت بڑا نقصان ہونے والا ہے "

کہیں میں نے تاخیر تو نہیں کر دی........؟

شانزہ بے قصور تھی۔۔۔

اور رمشا؟وہ جھوٹ بول رہی تھی۔۔۔۔

کوئی اور معملہ تھا جس کا علم رمشا کو بھی تھا ورنہ وہ کبھی چاچو کے ساتھ شانزہ کو کالج سے پک کرنے کا کہہ کر شانزہ سے ہمدردی نہ کرے۔۔۔

اور شانزہ کا رویہ بھی تو عدیل سے معمولی نہیں تھا۔

کیا وہ یہ سب امان کے خوف سے کر رہی تھی۔۔۔

یا خدایا۔۔۔۔

ایک دفع میرے علم میں تو لاتی شانزہ۔۔۔۔

تم نے اتنا سب کچھ تم نے اکیلے ہی سہا؟

اور صلہ کیا ملا؟

چاچو نے اپنی بیٹی سے رخ موڑ لیا اور عدیل جو اس سے محبت کا دعویدار تھا اس نے بھی یقین نہیں کیا۔۔۔

مم۔میں نے بھی تو ن۔نہیں کیا... آنسو اس کا چہرہ بگھو گئے۔۔۔اس نے نظریں اٹھا کر گھڑی دیکھی، پانچ بج رہے تھے۔۔۔۔

وہ فون کی جانب بڑھی۔۔۔

وہ سورج نکلنے کا انتظار نہیں کر سکتی تھی۔

وہ نماز پڑھ کر بیٹھا تھا۔۔۔دعاؤں کا لمبا سلسلہ جاری تھا۔امان اس کی دعاؤں میں ہمیشہ سے شامل تھا۔وہ دعا مانگ کر ابھی بیٹھا ہی تھا کہ فون بجا۔اس کا دل جائے نماز کو

چھوڑنے کا نہیں تھا مگر ناچار اس کو اٹھنا پڑا۔۔۔بیڈ سے موبائل اٹھایا اور نظر ماری۔

اجنبی نمبر سے کال آ رہی تھی۔اس نے اٹھا کر کان سے لگایا۔

"ہیلو؟ "

جواباً ایک نسوانی آواز تھی جو زمان کے کان سے ٹکرائی تھی۔وہ اس آواز کو ہجوم میں بھی پہچان سکتا تھا۔اس کی کال تھی یعنی کوئی بہت بڑی مصیبت تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

❤️(جاری ہے)❤️

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تواردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews